© rasailojaraid.com

خاص کی بات

مالیاتی اور تعلیمی ادارے ''مشرف بہ قادیانیت'' کیوں؟

آخر اس سوال کا کیا جواب ہے کہ آج ٹھیک بیس ماہ ہوتے ہیں، جب سے وطنِ عزیز میں ''پرویزی عہد'' کا آغاز ہوا ہے، حکومت کی ''توجہات و برکات'' اور ''فوائد و ثمرات'' سے سب سے زیادہ قادیانی امتِ مرتدہ، ''مشرف'' اور متمتع ہو رہی ہے۔ دور کیوں جائیے، اسی رواں مہینے کی یہ چند خبریں ملاحظہ کیجئے، جن کے مطابق (۱) سنٹرل بورڈ آف ریونیو (سی بی آر) کا چیئر مین ایک قادیانی ___ ریاض ملک کو بنا دیا گیا ہے۔ (۲) قادیانی جماعت کی آمدنی کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔ (۳) بھٹو دور میں، قومیائے گئے تعلیمی اداروں میں سے، قادیانیوں کے تعلیمی ادارے، قادیانیوں ہی کی نجی ملکیت میں واپس دیئے جا رہے ہیں۔

یہیں ممکن ہے، ان خبروں کی ''سرکاری منطق'' یہ پیش کی جائے کہ معمول کی باضابطہ کارروائیوں کو بلا ضرورت، مذہبی رنگ دے کر تنازعہ بنایا جا رہا ہے۔ لیکن یہ منطق ویسی ہی بودی، بھونڈی، لغو اور فریب کارانہ ہوگی، جیسی کہ ہمیشہ سے اس طرح کے گھپلوں میں ہوا کرتی ہے۔ سی بی آر کا نیا چیئر مین ریاض ملک وہی شخص ہے جس نے اس سال مئی میں، سی بی آر کے معطل کیے جانے والے ۱۰۴۶ بدعنوان افسروں کی فہرست میں سے قادیانیوں کے نام نکال کر، دیانت دار مسلمان افسروں کے نام شامل کیے۔ اور یہ بات حکومت کے نوٹس میں لائی جا چکی ہے۔ سی بی آر میں گھسے ہوئے ''قادیانی مافیا'' کو، اعلیٰ عہدوں پر فائز جو پانچ چھے قادیانی سرپرستی مہیا کرتے ہیں، ریاض ملک ان کا سرغنہ چلا آ رہا ہے۔ ادھر محکمہ انکم ٹیکس نے قادیانی جماعت کے دو اداروں تحریکِ جدید اور انجمن احمدیہ کو ''مذہبی اور خیراتی بنیادوں'' پر انکم ٹیکس کی چھوٹ دے دی ہے۔ اگر ہم اس دوسری خبر کو پہلی خبر کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو اس کے معنی محتاجِ وضاحت نہیں رہتے۔ جہاں تک قومیائے گئے سکولوں کی واپسی کا تعلق ہے، حکومت کا کہنا ہے کہ وہ اولاً صرف اقلیتوں کے سکول واپس کر رہی ہے، لہٰذا عیسائیوں کو سکول واپس کر دیئے گئے ہیں اور قادیانیوں کو سکول لوٹائے ہی جانے والے ہیں۔ اس سلسلے میں بنیادی بات یہ ہے کہ عیسائیوں کو اپنا ''غیر مسلم اقلیت'' ہونا تسلیم ہے۔ کیا قادیانی بھی اپنی یہ حیثیت تسلیم کرتے ہیں؟ وہ اپنے آپ کو جب تک ''مسلمان'' باور کرانے سے باز نہیں آتے، بطور غیر مسلم اقلیت کے، ملنے والی مراعات کے کیونکر مستحق قرار پائیں گے؟ جب کہ قادیانی جماعت خالصتاً ایک سیاسی تحریک ہے۔ ایک ایسی تحریک جس کی، روزِ اول سے صیہونی تحریک سے گاڑھی چھنتی چلی آ رہی ہے اور جو آج بھی یورپ و امریکہ میں پوری آزادی کے ساتھ، اپنا تبلیغی و تنظیمی کفریہ نیٹ ورک چلا رہی ہے۔ پاکستان سمیت کسی بھی اسلامی ملک میں، قادیانیوں کے ''تعلیمی ادارے''، تخریب و سازش کے ان اڈوں کے سوا کوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حیثیت نہیں رکھتے کہ جہاں سے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے والی زہریلی ذہنیت کی فوجیں تربیت پاکر برآمد ہوا کرتی ہیں۔

جنرل پرویز مشرف، بیک وقت سات اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہیں، گویا ہفت کشور کے مالک ہیں ____ لیکن یہ جو کچھ ان کے عہدِ حکومت میں ہو رہا ہے، اس سے بظاہر تو یہی محسوس ہوتی ہے کہ اس ملک کے اداروں اور اس ملک کے مستقبل کا سودا طے پا رہا ہے۔ گنتی کی چند قادیانی بیوروکریٹس نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی مدد سے ایک ایسی بساط بچھائی ہے کہ جس پر ملک کے اسلامی تشخص، آئین، قانون، ملکی سلامتی، عدل وانصاف اور حب الوطنی کی حیثیت پٹے ہوئے مہروں کی سی بنادی گئی ہے۔ جنرل صاحب! اس ملک کو، اس کی معیشت کو، اس کے تعلیمی شعبے کو اور اس کے انتظامی محکموں کو قادیانی شاطروں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔ نہ ایسا کبھی ہونے دیا گیا، نہ آئندہ ایسا ہوگا۔ کاش! آپ اس حقیقت سے، حالات کی ''زبانی'' واقف ہونے کی بجائے ملکی تاریخ کے پچاس سالہ واقعات کی ''زبانی'' واقف ہوجائیں۔ کیا جنرل صاحب کے عسکری پشتیبانوں، عدالتی مہربانوں اور انتظامی دربانوں میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو انہیں بتلا سکے کہ ''محمد کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے'' اور........ دین کے غداروں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غداروں کی ناز برداری، ملک کی غداری سے کہیں بڑھ کر بھیانک جرم ہے۔ ایک ایسا جرم، جس کی سزا جلد یا بدیر مل کے رہتی ہے۔

جنرل مشرف کا دورۂ بھارت

گزشتہ ماہ صدر مملکت جنرل مشرف نے بھارت کا طوفانی دورہ کیا۔ بھارت جانے سے پہلے وہ ملکی اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ کا اہم ترین موضوع بنے رہے۔ اداریوں، کالموں، تجزیوں اور خبروں پر چھائے رہے۔ لیکن آنے کے بعد منظر یکسر تبدیل ہوگیا۔ انہوں نے بھارت پہنچ کر، مسئلہ کشمیر کو جس طرح اپنی جارحانہ گفتگو کا مرکز ومحور بنایا، اس کے نتیجے میں پزیرائی اور تحسین فطری امر تھا۔ عوام نے ان کی گفتگو کے نتیجے میں جو امیدیں اور آرزوئیں ان سے وابستہ کی تھیں، مذاکرات کی ناکامی نے ان پر پانی پھیر دیا اور ملک کی سیاسی وقومی فضاء پر پھر مایوسیوں کے بادل چھا گئے۔ ہم نے گزشتہ شمارے میں بھی عرض کیا تھا کہ مذاکرات کے بے نتیجہ ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ سو وہی ہوا، جس کا خدشہ تھا۔

بھارت مسئلہ کشمیر پر اپنی رائے کے علاوہ کوئی دوسری بات ماننا تو درکنار سننا بھی گوارا نہیں کرتا..... وہی ''اٹوٹ انگ'' کا دیا کھیان اور بھاشن۔ میڈیا نے جنرل صاحب کو ہیرو اور فاتح بتایا جبکہ عوام نے متاثر ہوکر انہیں ایک جری اور بہادر انسان قرار دیا...... مگر دن گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جذبات سرد ہوتے گئے اور ان پر حزن ویاس کی اوس پڑتی چلی گئی۔ جرنیلی سیاست کے بعض باریک بین تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ خلق خدا کے خوف اور سیاسی جماعتوں کی حکومت مخالف تحریک کو ناکام بنانے کیلئے مذاکرات کو ناکام بنادیا گیا۔

© rasailojaraid.com